Uc2r3

تفسیر

الجز والجان علی ما فی القرآن

الفہ

المفتقر الی اللہ الصمد السید

احمد غفر اللہ لہ ولوالدیہ

واحسن الیہما

والیہ

طبع فی المطبع المسمی بمفید عام الکائن فی آگرہ

بادارۃ المنشی محمد قادر علی خان صوفی سلمہ المنان

سنہ ۱۳۰۹ھ

تفسیر

الجزء والجان علی ما فی القرآن

الفہ

المفتقر الی اللہ الصمد السید

احمد غفر اللہ لہ ولوالدیہ

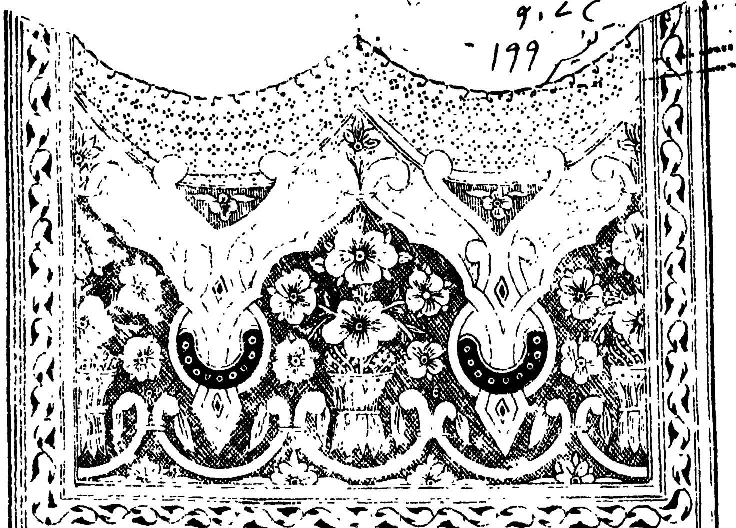
واحسن الیہما

والیہ

طبع فی المطبع المسمی بمفید عام الکائن فی اگرہ

بادارۃ المنشی محمد قادر علی خان صوفی سلمہ المنان

سنہ ۱۳۰۹ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد۔ اس رسالہ مین ہمارا مقصد جن اور انس کے الفاظ سے جو قرآن مجید مین آئے ہین بحث کرنا ہے مگر جس جگہ قرآن مجید مین جن یا جان کے لفظ کا شیطان پر اطلاق ہوا ہے اوس سے اس رسالہ مین بحث مقصود نہین ہے کیونکہ وہ بحث درحقیقت شیطان سے متعلق ہے۔

ہمارے نزدیک صرف تین مقام ہین جہان قرآن مجید مین جن یا جان کا لفظ شیطان پر اطلاق ہوا ہے۔

اول۔ سورہ کہف مین ہے جہان خدا نے فرمایا ہے۔ واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ۔

دوم۔ سورہ حجر مین جہان خدا نے فرمایا ہے۔ ولقد خلقنا الانسان من صلصال

من حماٍ مسنون والجان خلقناہ من قبل من نار السموم۔

سوم۔ سورہ الرحمن مین جہان خدا نے فرمایا ہے۔ خلق الانسان من صلصالٍ کالفخار و خلق الجان من مارجٍ من نار۔

ان تینون مقامونمین اوّل انسان کے پیدا کرنے کا ذکر ہے اور سورہ کہف کی آیت مین ابلیس کے سجدہ نکرنے کا ذکر ہے اور اوسکو جن کہا ہے۔ اور سورہ اعراف کی آیت مین آدم کو سجدہ کرنے نہین فرمایا۔ فسجدوا الا ابلیس لم یکن من الساجدین قال ما منعک ان لاتسجد اذ امرتک قال انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔

پس سورۃ الحجر اور سورۃ الرحمن مین جو انسان کے مٹی یا کیچڑ سے پیدا کرنیکے ساتھ جان کو نار سے پیدا کرنا فرمایا اس سے ثابت ہے کہ جان سے وہی ابلیس مراد ہے جسنے کہا۔ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔

علاوہ اسکے جن اور جان دونون ایک لفظ ہین اور ابلیس کو سورہ کہف مین جن بتلایا ہے جسکا ذکر آدم کے ساتھ ہے اور اون دونون سورتون مین بھی جان کا لفظ انسان کے ذکر کے ساتھ ہے پس ان تینون آیتون مین جن اور جان ابلیس پر اطلاق ہوا ہے جسکو دوسرے لفظون مین شیطان رجیم کہا گیا ہے جس سے ہمکو اس رسالہ مین بحث نہین ہے بلکہ اوس جن سے بحث ہے جو بمقابلہ انس آیا ہے۔ یا جو مزعومات اور مظنونات باطلہ عرب مین تھا۔

جبکہ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ عرب جاہلیت کا بلکہ متوسطین یہودیون اور مجوسیون کا بھی یہ خیال تھا کہ ماوراے انسان کے ایک اور مخلوق بھی ہوائی ناری ہے جو دکھائی نہین دیتی اور وہ دنیا مین اور انسان کو بھلائی یا برائی پہنچانے کی بالکل قدرت رکھتی ہے اور متشکّل باشکالِ مختلفہ ہوجاتی ہے اور کبھی کبھی کسیکو دکھائی بھی دیجاتی ہے۔ تو ہمکو اس بات کے بیان کرنے مین کچھ فایدہ نہین ہے نہ اوسکی کچھ ضرورت ہے۔ کہ یہ غلط اور بیہودہ خیال کب اور کس سبب سے پیدا ہوا اور زمانہ جون جون گذرتا گیا یہ غلط خیال کسطرح پر اور کن کن مختلف صورتون سے لوگون مین عام ہوتا گیا۔ کیونکہ ہمکو اس رسالہ مین انسان کے خیالات کی ہسٹری کا بیان کرنی مقصود نہین ہے بلکہ صرف اس بات کو بتلانا ہے کہ قرآن مجید مین جو لفظ جن آیا ہے وہ کن معنون مین اور کس مراد مین آیا ہے۔

ہم اس بات کو بھی قبول کرتے ہین کہ صرف پانچ مقام پر قرآن مجید مین جن کا لفظ بمعنی مزعوم اور مظنون عرب جاہلیت کے آیا ہے مگر اونکا عقیدہ رد کرنیکے لیئے اور اسلیئے اوس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ قرآن مجید کسی ایسی مخلوق کا وجود جسکا خیال عرب جاہلیت کو تھا تسلیم کرتا ہے۔ اور وہ پانچ مقام یہ ہین۔

اوّل۔ سورہ انعام مین جہان خدا نے فرمایا ہے۔ وجعلوا للہ شرکاء الجنّ وخلقہم وخرقوا لہ بنین وبنات بغیر علم سبحانہ وتعالی عمّا یصفون۔ اس آیت کی تفسیر مین بعض مفسرون نے کہا ہے کہ جن سے مراد شیطان ہے۔

اور اوس سے مجوس کیطرف اشارہ ہے جو اہرمن اور یزدان پر اعتقاد رکھتے تھے اور یزدان کو خالق افعال اور مخلوقات نیک اور اہرمن کو خالق افعال و مخلوقات بد سمجھتے تھے۔ اور خرقوا لہ بنین سے اشارہ ہے یہود اور نصاریٰ کی طرف جنھون نے حضرت عُزیر اور حضرت مسیح کو ابن اللہ قرار دیا تھا۔ اور بنات سے اشارہ ہے دیگر مشرکین عرب اور بُت پرستون کیطرف۔ ہم اس تفسیر سے کچھ انکار کرنا نہین چاہتے ہے مگر یہ کہتے ہین کہ بلحاظ اس تفسیر کے یہ آیت بھی ہماری بحث سے خارج ہوجاتی ہے اور اون تین آیتون مین شامل ہوجاتی ہے جنکو ہمنے سب سے اوّل بیان کیا ہے اور جنمین لفظ جن و جان سے شیطان مراد لیگئی ہے۔

مگر چونکہ ہمکو اس آیت مین کوئی ایسا اشارہ نہین ملتا جس سے ہم شرکاء الجن کو مخصوص مجوسیون سے اور اونکے اعتقاد اہرمن و یزدان سے سمجھین اسلئے اوسکو عام مشرکین سے متعلق سمجھتے ہین اور اسلئے لفظ جن کے وہی معنی لیتے ہین جو مزعومات و مظنونات عرب جاہلیت کے تھے۔

وخلقھم یعنی واللہ خلقھم کی ضمیر مشرکین کی طرف راجع ہے یعنی حالانکہ خدا نے اونکو یعنی شریک ٹھہرانیوالونکو پیدا کیا ہی اور پھر وہ جنّون کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہین۔

دوم۔ سورہ سبا مین جہان خدا نے فرمایا ہی ویوم یحشرھم جمیعًا ثمّ یقول للملائکۃ ھٰؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجنّ اکثرھم بھم مؤمنون۔

سوم - سورۂ جن ۲۷ مین جہان خدا نے حکایتًا کافرون کا قول اور اونکا عقیدۂ باطل نقل کیا ہے یعنی جن کافرون نے چھپکر آنحضرت صلعم کو قرآن پڑھتے سُنا تھا اور اُسکے بعد اپنے عقائد باطل کو بیان کیا تھا اور اونکا باطل ہونا اونکے دلمین آیا تھا تو اُنھون نے اپنے اون عقیدونکو اسطرح پر بیان کیا - وانا ظننا ان لن تقول الانس والجن علی اللہ کذبا - وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا -

چہارم - سورۂ فصلت ۲۴ مین جہان خدا نے کافرون کی زبان حال سے جبکہ وہ آگ مین ڈالے جاوینگے حکایتًا فرمایا ہے یعنی اے پروردگار ہمین اونکو جن اور انس مین سے

رَبَّنا ارنا الذین اضلانا من الجنّ والانس نجعلھما تحت اقدامنا لیکونا من الاسفلین	دکھاوے جنھون نے ہمکو گمراہ کیا کہ ہم اونکو اپنے پانون تلے ڈالین تاکہ وہ روندے ہوئے ہو جاوین -

اگرچہ ان دونون پچھلے مقامون مین بھی خواہ مخواہ یہ ضرور نہین ہے کہ لفظ جن سے وہی مخلوق مزعومہ و مظنونہ سمجھی جاوے بلکہ یہان بھی جن کا لفظ جنگل و پہاڑون کے رہنے والون پر بھی صادق آتا ہے - مگر جبکہ ان مقامون مین کفار کے اقوال حکایتًا نقل ہوئے ہین - ہمکو اوسمین زیادہ کاوش کرنے کی ضرورت نہین ہے - انھم معھم فی النار -

پنجم - سورۂ صافات ۳۷ مین جہان کافرون کا خدا کے ساتھ جنّون کا ناتا رشتہ ٹھہرانے کا بیان ہے اور جسکو خدا تعالی نے رد کیا ہے - اور وہ آیت یہ ہے - وجعلوا بینہ و بین الجنّۃ نسبا - ولقد علمت الجنّۃ انھم لمحضرون -

عرب جاہلیت جنّوں کی متعدد قسمین سمجھتے تھے اور بد اور نیک ارواحون کو بھی اوسیطرح خیال کرتے تھے جسطرح جنّون کی مزعوم و مظنون مخلوق کا خیال کرتے تھے اور اُن ارواحون کی بھی مثل جنّون کے پرستش اور اُنسے بھی نیکی و بدی پہونچنے کا یقین کرتے تھے - اوسی کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ولقد علمت الجنّة یعنی ارواح اشخاص جنکی پرستش وہ کرتے ہین وہ خود جانتے ہین کہ خدا کے سامنے حاضر کیئے جاوینگے - یعنی مجبور و محکوم ہین اور قابل پرستش نہین ہین -

ان آیتون مین زیادہ بحث کی ضرورت نہین کیونکہ اسجگہہ لفظ جن سے وہی جن مظنونہ عرب جاہلیت مراد ہے - مگر ان آیتون سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ کوئی ایسی مخلوق جیسا کہ عرب جاہلیت جنّون کی نسبت خیال کرتے تھے درحقیقت مخلوق ہوئی ہے -

ان آیتون کے سوا جہان جہان قرآن مجید مین لفظ جن آیا ہے اوس سے وحشی اور جنگلی انسان مراد ہین جو شہرون سے دور اور جنگلون و پہاڑون اور ویران میدانون مین چھپے رہتے تھے جسکے سبب سے اونپر جن کا استعمال ہوتا تھا - ذرا بھی شبہہ نہین ہے کہ عرب جاہلیت باوجودیکہ اونمین جن مزعوم و مظنون کا خیال بہت عام ہوگیا تھا اور غلبہ پاگیا تھا مگر وہ جنگلی و پہاڑی آدمیون پر بھی جن کا اطلاق کرتے تھے - عربی زبان کے لغت کی کتابین بہت زمانہ بعد تالیف ہوئین اور جیسا کہ عام دستور ہے کہ زمانہ گذرنے پر زبان مین اور خیالات و استعمالات مین تغیر ہوتا جاتا ہے اور بہت سے قدیم لفظ اور اونکے معنی اور استعمالات ضایع ہو جاتے ہین ویسا ہی عربی زبان مین ہوا اور جن کا استعمال وحشی و جنگلی انسانون کے بدلے مزعومہ و مظنونہ جنّون پر نہایت

کثرت سے ہوگیا۔ اسلئے جہان لفظ جن کا قرآن مجید مین یا اشعار جاہلیت مین آیا اوسکے معنی اوسی جن مزعومہ و مظنونہ کے سمجھے اور وحشی انسانون پر اوسکے استعمال سے ذہول ہوگیا۔ مگر ہم ایسی مثالین اشعار جاہلیت کی پیش کرینگے اور جو حالات اونکی نسبت بیان ہوئے ہین اونکو نقل کرینگے جنکے بعد اس بات مین کہ جن کا لفظ وحشی و جنگلی انسانون پر بولا گیا ہے کچھ شبہہ نرہیگا۔

ہمنے اس مقام پر جو لغات عرب اور اونکے معنی اور استعمالات کے ضایع ہونے کا ذکر کیا یہ کچھ ہمارا خیال نہین ہے بلکہ بہت سے علماے متقدمین کا بھی یہی خیال ہے۔ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب المزہر مین ایک باب منعقد کیا ہے جسکا عنوان یہ ہے کہ

باب القول علی ان لغة العرب لم تنته الینا بکلیتها وان الذی جاءنا عن العرب قلیل من کثیر وان کثیرا من الکلام ذهب بذهاب اهله (المزہر جلد اول صفحہ ۳۴)	عرب کے کل لغت ہم تک نہین پہونچے اور جسقدر پہونچے ہین وہ بہت مین سے بہت تھوڑے ہین اور بہت سا کلام اہل زبان کے مرجانے سے جاتا رہا ہے۔

اسکے بعد لکھا ہے کہ ہمارے علما یا اونمین سے اکثر اس طرف گئے ہین کہ جسقدر کلام عرب ہم تک پہونچا ہے وہ نہایت تھوڑا ہے۔ اور جو کچھ انھون نے کہا اگر

ذهب علماؤنا او اکثرهم الی ان الذی انتهی الینا من کلام العرب هو الاقل ولو جاءنا جمیع ما قالوا لجاءنا شعر کثیر وکلام کثیر۔ المزہر جلد اول صفحہ ۴۳	وہ سب ہم تک پہونچتا تو بہت ہی کچھ ہوتا۔ اسکے بعد انھون نے بہت سی مثالین دی ہین اور اشعار لکھے ہین جنکے لغت کی تحقیق نہین ہوئی۔

اسی کتاب مین حضرت عمر کا قول نقل کیا ہے کہ انھون نے کہا کہ قوم عرب کا علم

(قال ابن عوف) عن ابن سیرین
قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ کان الشعر علم قوم لم یکن
لهم علم اصح منه فجاء الاسلام
فتشاغلت عنه العرب وتشاغلوا
بالجهاد وغزوا فارس والروم
ولهت عن الشعر وروايته فلما
كثر الاسلام وجاءت الفتوح
واطمأنت العرب بالامصار
راجعوا رواية الشعر فلم يؤلوا
الى ديوان مدون وكتاب مكتوب
والفوا ذلك وقد هلك من العرب
من هلك بالموت والقتل فحفظوا
اقل ذلك وذهب عنهم منه كثير۔

المزہری جلد دوم صفحہ ۲۳

شعر تھا اور کوئی علم اونکے پاس اوس سے زیادہ
صحت سے نہ تھا - پھر جب اسلام آیا تو عرب
شعر کا خیال چھوڑ کر جہاد اور فارس اور
روم کی لڑائیون مین مشغول ہو گئے اور
شعر سے اور اوسکی روایت سے بے پروائی
کی - پھر جب اسلام پھیل گیا اور فتوحات
ہو گئین اور عرب نے شہرون مین قیام کیا تو
وہ شعر کی روایت پر پھر متوجہ ہوئے اُنکے
پاس کوئی دیوان نہ تھا اور نہ کوئی کتاب
لکھی ہوئی تھی - انھون نے اوسکو جمع کیا
اور اہل عرب سے وہ لوگ جو موت سے
یا قتل سے مرے تھے مر چکے تھے پھر انھون نے
اوسمین سے بہت ہی تھوڑا محفوظ رکھا اور
بہت کچھ اوسمین سے اونکے پاس سے جاتا رہا۔

ان تمام حالات کے بیان کرنیسے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جو اشعار جاہلیت ہمکو دستیاب
ہوئے ہین اگر اونپر غور کرنیسے ہمکو کسی لفظ کے معنی یا مراد پر اونھین اشعار سے کامل

یقین ہو کہ اوسکے برخلاف ہونا غیر ممکن ہو اور وہ معنی یا مراد لغت کی موجودہ کتب مین نہ پائے جاوین تو ہم اوسکو غلط نہین کہہ سکتے بلکہ اسکا یقین کرینگے کہ اہل لغت سے وہ چھوٹ گیا ہے۔

اب ہم اس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہین کہ اشعار جاہلیت مین لفظ جن کا استعمال وحشی جنگلی۔ پہاڑی لوگون پر ہوا ہے مگر سب سے اوّل ہم توریت مین سے ایک ورس نقل کرتے ہین جس سے نہایت قدیم زمانہ سے انسان کے دو فریق ہونے کا ثبوت ہوتا ہے یعنی بدوی اور حضری یا وبری و مدری یا شہری و دشتی یا سولیزڈ و باربیرین۔ اور نئے لفظون مین کہونگا۔ اہلی اور وحشی۔

عبری توریت کتاب پیدایش باب ۲۵- ورس ۲۷ مین یہ عبارت ہے

וַיְהִי עֵשָׂו אִישׁ יֹדֵעַ צַיִד אִישׁ שָׂדֶה וְיַעֲקֹב אִישׁ
תָּם יֹשֵׁב אֹהָלִים׃

وہی عیسو ایش یدع صید ایش شدہ ویعقوب ایش تم یسب آہالیم۔

ترجمہ عربی مطبوعہ لندن ۱۸۳۱ء - وکان عیسوانسانا یعرف الصّید انسان البریۃ ویعقوب انسانا کاملا یسکن الخیام۔

ترجمہ عربی توریت سامری مطبوعہ ۱۸۵۴ء - وکان العیس رجلا عارفا بالصّید رجل برٍّ ویعقوب رجلا کاملا ساکن المضاریب۔

ترجمہ مطبوعہ روما ۱۶۷۱ء - وصار عیسو رجلا بصیرا فی الصّید وانسانا

ماواہ البراری فاما یعقوب رجل سلیم کان ساکنا فی الخبا۔

ترجمہ زبانِ عربی مطبوعہ لندن ۱۸۵۷ء۔ صار عیسو رجلا بصیرا فی الصید بریا وکان یعقوب رجلا سلیما اھلیا۔

عبری لفظ شدہ کا ترجمہ سب نے جنگلی یا صحرائی کیا ہے۔ اِس ورس سے انسانون کی تفریق اہلی اور وحشی ہونے کی نہایت قدیم زمانہ سے معلوم ہوتی ہے۔ ابتدا مین یہودیونکو کسی ایسی مخلوق غیر مرئی کا جسکو عرف عام مین جن کہتے ہین خیال نہ تھا۔ مگر یہودیون کے ہمسایون یعنی عالیق وغیرہ بت پرست قومون مین یہ خیال ضرور تھا اور وہ لوگ ارواحون اور مخلوق غیر مرئی کو بطور معبود کے پوجتے تھے اور اونکو جنگلون اور پہاڑون مین ساکن سمجھتے تھے اِسلئے توریت و صحف انبیا مین اون ارواحون او مخلوق غیر مرئی مظنونہ بت پرستون او نیز اونکے بتون پر بھی شدہ و شدیم کا اطلاق کیا گیا۔

عرب جاہلیت جن کا اطلاق گو مخلوق مزعومہ و مظنونہ غیرمرئی پر کرتے تھے مگر اونکے اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسکا اطلاق وحشی و جنگلی انسانون پر بھی کرتے تھے اور یہ امر متعدد دلیلون سے ثابت ہے۔

اوّل صحاح جوہری مین اَنَس کے معنی جو الف و نون کے زبر سے ہے الحی المقیمون کے لکھے ہین یعنی انسانون کے وہ قبیلے جو ملک شہرون اور قصبون مین رہتے ہون جنکو حضری۔ یا مدری۔ یا شہری۔ یا سویلیزد۔ یا اہلی سے تعبیر کیا جاتا ہے

اسکے بعد لکھا ہے اُنس جو الف کے زیر اور نون کے جزم سے ہے اونھین معنون مین آتا ہے اور اوسکی سند مین اخفش نے یہ شعر پڑھے ؎

اتوا ناری فقلت منون انتم	فقالوا الجن فقلت عموا ظلاما
وہ میرے الاؤ کے پاس آئے مینے اُنسے کہا کہ تم کون ہو	انھون نے کہا ہم جن ہین - مینے کہا کہ تمھاری رات خوش گذرے
فقلت الی الطّعام فقال منہم	زعیم نحسد الانس الطّعاما
پھر مینے اونسے کہا آؤ کھانا کھاؤ - تو اونمین جو سردار تھا	اوسنے کہا کہ ہم انس یعنی شہرون کے رہنے والون کے کھانے پر حسد کرتے ہین

اِن اشعار مین جن کا لفظ اِنس کے مقابل مین واقع ہوا ہے اور جب اِنس کے معنی الحی المقیمون کے یعنی شہری لوگون کے ہین تو اونکے مقابل الحی الغیر المقیمین کے یعنی جنگلی و وحشی آدمیون کو قرار دینا زیادہ تر قرین قیاس ہے تاکہ تقابل صحیح رہے اور اسلئے اِن اشعار مین جن بمعنی وحشی و جنگلی آدمیون کے ہونا چاہیئے

دوم - شیخ عبدالقادر بن عمر بغدادی نے کتاب خزانۃ الادب مین اِسی قسم کے شعر جدع بن سنان الغسانی کے نقل کیئے ہین اور اوسکی تحقیق مین وہ قصیدہ جسکے مذکورہ بالا اشعار ہین میمیہ قصیدہ نہین ہے بلکہ حائیہ قصیدہ ہے جدع بن سنان کا جو ایک مشہور شاعر زمانہ جاہلیت کا تھا اور اوسکے مندرجہ ذیل اشعار سے زیادہ وضاحت سے پایا جاتا ہے کہ جن کا اطلاق وحشی جنگلی آدمیون پر ہوا ہے اور وہ اشعار یہ ہین

اتوا ناری فقلت منون انتم	فقالوا الجن فقلت عموا صباحا
میرے الاؤ کے پاس وہ آئے تو مینے کہا کہ تم کون ہو	تو اونھون نے کہا کہ جن (یعنی ہم آہی) مینے کہا کہ تمھاری صبح اچھی ہو

نزلت بشعب وادی الجن لما   رایت اللّیل قد نشر الجناحا

مین وادی الجن کی گھاٹی مین اُترا تھا۔ جبکہ رات نے اپنے پر پھیلا دیئے تھے یعنی رات کا اندھیرا چھاگیا تھا اِسلئے وہین اُتر پڑا تھا۔

اتیتہم غریبا مستضیفا   را وا قتلی اذا فعلوا جناحا

مین اونکے پاس گیا بطور ایک مسافر کے مہمان کے اور اونھون نے میرا مارڈالنا اگر وہ ایسا کرتے ایک گناہ خیال کیا

اتونی سافرین فقلت اھلاً   رایت وجوھھم وسما صباحا

پھر وہ میرے پاس چلکر آئے تو مینے کہا مبارکباد۔ مجھکو اونکے چہرے شباہت مین صبح کے سے روشن معلوم ہوئے

نحرت لھم وقلت الا اھلموا   کلوا مِمّا طھیت لکم سماحا

مینے اونکے لیئے اونٹ ذبح کیا اور کہا کہ ہان آؤ اور جو کچھ مینے تمھارے لیئے فراخ حوصلگی سے پکایا ہے اوسکو کھاؤ

اتانی قاشر و بنو ابیہ   وقد جن الدّجی واللّیل لاحا

میرے پاس قاشر اور اوسکے باپ کی اولاد آئی۔ اور تاریکی چھاگئی تھی اور رات ظاہر ہوگئی تھی

فنازعنی الزّجاجۃ بعد وھن   مزجت لھم بھا عسلا وراحا

اوسنے ذرا ٹھہر کر شراب کے پیالہ مین چھینا چھانی کی۔ اور مینے اونکے لیئے شراب مین شہد ملا دیا تھا

اب یہ کہدینا کہ وہ سب جن ہی تھے اور جنّون ہی نے باتین کی تھین اور اونٹ کا گوشت کھایا تھا اور شراب پی تھی کسی ذی عقل کا تو کام نہین ہے۔

سوم۔ جوہری نے لفظ رون کے بیان مین لکھا ہے کہ اَنَس الف ونون کے زبر سے جن کے مقابل اشعار مین آیا ہے اور یہ شعر نقل کیا ہے۔ اور جب جن کا لفظ انس یعنی شہری کے مقابل مین آیا ہے تو جن کے لفظ سے وحشی

قرار دینا نہایت قرین قیاس ہے۔

بها حاضر من غير جن يروعه	ولا انس ذو ارونان وذو زجل
یعنی وہان وہ حاضر تھا بغیر کسی جن کے کہ ڈراتا اوسکو	اور نہ کوئی شہر کا رہنے والا تھا غل غپاڑہ مچانیوالا

چہارم۔ خزانۃ الادب مین ورقہ بن نوفل کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

ولا سليمان اذدان الشعوب له	الجن والانس تجری بینها البرد
اور نہ سلیمان جب کہ مطیع ہوئے قبیلے اوسکے لیئے۔ یعنی جن اور انس آتے جاتے تھے اونمین قاصد	

خزانۃ الادب مین اس شعر کی شرح مین لکھا ہے کہ شعوب جمع ہے شعب کی اور وہ

الشعوب جمع شعب بفتح وسکون وھو	وہ ہین جو شعبہ شعبہ ہوتے ہین یعنی جو
ما تشعب ای تفرق من قبائل العرب	متفرق ہوگئے عرب اور عجم کے قبیلون مین سے
والعجم وبینہ منہا بقولہ الجن والانس۔	اور شاعر نے اونھین کیطرف جن اور انس
(خزانۃ الادب جلد ثانی صفحہ ۳)	کہکر تصریح کی ہے۔ اور یہ شعر صاف اس

بات کی دلیل ہے کہ جن اور انس کا لفظ انسانون پر بولا گیا ہے۔

پنجم۔ نابغہ ذبیانی کے دیوان مین یہ دو شعر ہین۔

لقد قلت للنعمان یوم لقیتہ	یرید بنی جن ببرقہ صادر
البتہ مینے کہا نعمان سے جس دن کہ مین اوس سے ملا	وہ بنی جن سے لڑنے کو تھا مقام صادر ریتلے کنارے میدان مین
تجنب بنی جن فان لقاءہم	کریہ وان لم تلق الا بصابر
علیحدہ رہ بنی جن سے پھر بیشک اون کے مقابل ہوتا	برا ہے اگرچہ نہ ملے تو مگر صابر آدمیون کے ساتھ

اِس شعر کی شرح اسطرح پر کی ہے کہ مینے اوسکو کہا کہ علیحدہ رہ بنی جن سے

قلت له تجنب بنی جن فانّ لقاءهم مکروه	بیشک اونکا مقابلہ برا ہے اور اگر تو
وان لم تلقهم الا برجل صابر شدید	اونکا مقابلہ نہین کریگا مگر ساتھ ایسے شخص کے
فی الحرب برید انّهم اشدّ صبرا	جو نہایت مستقل ہو لڑائی مین۔ شاعر کا
ممن یلقاهم وان بلغ فی الصبر الغایة	اِس کہنے سے یہ مطلب ہے کہ وہ بہت

زیادہ مستقل ہین اوس سے جو اونکے مقابل ہو اگرچہ وہ مستقل رہنے مین کتنے ہی انتہا کے درجہ تک پہونچ گیا ہو۔

قبل اسکے کہ ہم اسپر کچھ اور زیادہ لکھین ہمکو بیان کرنا چاہیئے کہ عرب مین بہت سے قبیلے تھے جو بنی جن کہلاتے تھے یا اور طرح پر جن کے لفظ سے منسوب تھے جیسے جنی وغیرہ۔ اِس قسم کے نام ہونے ایک عام قاعدہ تمدّن کے مطابق تھا کیونکہ جب تمدّن کو وسعت ہوتی جاتی ہے تو ہر جگہہ کے لوگ تمدّن مین ترقی کرتے جاتے ہین۔ اور شہر اور قصبے خود بھی آباد کرتے ہین۔ اور شہر اور قصبے جو آباد ہو گئے ہین اونمین بھی آکر سکونت اختیار کرتے ہین مگر اونکا قدیم لقب باقی رہتا ہے اسکی مثال ہندوستان کی قومون مین جو ہماری آنکھ کے سامنے ہین بخوبی سمجھ مین آسکتی ہے۔ پہاڑی لوگ جب کہین شہر یا قصبہ مین آباد ہو جاتے ہین ہمیشہ اونکا لقب پہاڑی چلا جاتا ہے۔ پنجاب کے لوگ دوسرے ملکون مین آباد ہو گئے ہین باوجود گذرنے پشتون کے پنجابی کہلاتے ہین۔ جاٹ جو مغربی

سرحد سے آکر آباد ہوئے ہین اور معلوم نہین کہ کتنی پشتین اونکی گذر گئین مگر پچھاوی کہلائے جاتے ہین۔ اسیطرح پرجب وحشی جنگلی لوگ عرب کی بستیون مین آکر آباد ہوئے تو وہ لوگ اوسی قدیمی نام سے موسوم رہے۔ علاوہ اسکے ایک قوم کے زن یا مرد کی دوسری قوم کے مرد یا عورت سے شادی ہوجانے سے ایک جدا شاخ اوس قوم کی ایک جدا لقب سے پیدا ہوجاتی ہے پس اس عام قاعدہ تمدّن سے عرب بھی خالی نہ تھا۔ عرب مین ایک دستور آپسمین قومون کے حلیف ہونے کا تھا اور حضریون کا بدویون یا مدریون کا وبریون سے حلیف ہونا کوئی ایسی بات نہین ہے جس سے انکار ہوسکے اور اسی سبب سے بعض لوگ بنی جن اور اور بعض اونکے حلیف کہلاتے تھے۔ پس اس شعر مین بنی جن کا لفظ اونھین قدیم وحشی جنگلی آدمیون پر اطلاق ہوا ہے جنھون نے بمرور زمانہ کسیقدر تمدّن اختیار کرلیا تھا اور بعض مقامون پر قبضہ کرلیا تھا مگر اپنے لقب بنی جن سے مشہور تھے۔ اس شعر مین جس لڑائی کا ذکر ہے شارح دیوان نابغہ نے اوسکو اسطرح پر بیان کیا ہے۔

قال الوزیر ابوبکر قال ابو الحسن	وزیر ابوبکر نے کہا کہ ابو الحسن نے یہ کہا کہ
اراد النّعمان ان یغزو ابنی جن وھم	نعمان نے ارادہ کیا کہ بنی جن پر چڑھائی کرے
قوم من بنی عذرۃ وقد کانت بنو عذرۃ	اور بنی جن بنی عذرہ مین سے ایک قوم ہے
قبل ذلک قتلوا رجلا من	اور اس سے پہلے بنی عذرہ نے ایک
طی یقال لہ ابو جابر واخذوا	آدمی بنی طے کو جسکا نام ابو جابر تھا مار ڈالا تھا

امراتـه وغلبوا علی وادی القری
وهو کثیر النخل فقال النابغة
یمدح بنی عذرة وکان لهم
مادحا (وقال) ابو عبیدة
لما اراد النعمان بن الحارث غزو
بنی جن کان النابغة عنده فنهاه
عن ذلك واخبره انهم فی حرة و
بلاد شدیدة فابی علیه
فبعث النابغة الی قومه یخبرهم
بغزو النعمان لهم ویامرهم بان یمدوا
بنی جن فلما غزاهم النعمان فی بنی
غسان التحمت قوم النابغة
لبنی جن والتقوا مع آل غسان
فهزموهم وحازوا علی ما معهم من
الغنایم واسهموا لبنی مرة بن عوف
(شرح دیوان نابغہ جلد اوّل صفحہ ۴۶)

اور اوسکی جورو کو پکڑ لیگئے تھے اور وادی القری
پر جسمین بہت سے کھجورون کے درخت ہین
قبضہ کر لیا تھا۔ تو نابغہ نے بنی عذرہ
کی مدح کی ہے اور وہ اونکا مدح کرنیوالا تھا۔
ابو عبیدہ نے کہا کہ جب نعمان حارث کے
بیٹے نے بنی جن پر چڑہائی کا ارادہ کیا تو
نابغہ اوسکے پاس موجود تھا اوسنے اُسکو
چڑہائی کرنیسے منع کیا اور اوسکو بتلایا کہ وہ
سنگستان مین ہین اور اُنکا ملک بھی نہایت
سخت ہے۔ یعنی وہان جانا سخت مشکل
ہے مگر نعمان نے انکار کیا۔ پھر نابغہ اپنی
قوم کے پاس گیا تاکہ وہ نعمان کی چڑہائی سے
اونکو خبر دے اور اونسے کہے کہ بنی جن کی مدد
کرین۔ پھر جب نعمان نے بنی غسان کے
ساتھ اونپر چڑہائی کی تو قوم نابغہ کی بنی جن سے
مٹ بھیڑ ہوئی اور آل غسان کا مقابلہ کیا
پھر اونکو شکست دی اور مال و اسباب اونکا لے لیا اور بنی مرہ بن عوف کو اوسمین سے حصّہ دیا۔

اب کیا کسی ذیعقل کا کام ہے کہ بنی جن سے انسان نہ سمجھے بلکہ اونکو ایک قوم مزعومہ ومظنونہ مخلوق غیر مرئی سمجھے۔

ششم۔ شرح دیوان نابغہ مین لکھا ہے کہ بنی اسد اور بنی ذبیان عرب کے دو قبیلے تھے مگر ایک واقعہ کے سبب بنی اسد بنی ذبیان کے حلف سے علیحدہ ہو گئے اوسپر نابغہ نے کہا۔

کانک من جمال بنی اقیش	یقعقع خلف رجلیہ بشن
یعنی گویا کہ تو بنی اقیش کی اونٹنیون مین سے ہے	کھڑکھڑایا جاتا ہو اوسکے پانؤن کے پیچھے سوکھے ہوئے مشکیزہ سے

تاج العروس شرح قاموس مین لکھا ہے کہ بنی اقیش کی اونٹنیان اچھی نہین تھین

جمال بنی اُقیش غیر عتاق تنفر من کلّ شیٔ منسوبۃ الی حی من الجنّ یقال لھم بنو اُقیش وانشد سبویہ۔	اور ہر چیز سے بھاگتی تھین اور وہ منسوب ہین ایک عرب کے قبیلہ بنی جن سے جنکو کہا جاتا ہے بنو اقیش اور اوسکی سند مین

سیبویہ نے یہی شعر پڑہا تھا۔

یہ بات بہت صاف ہے کہ بنی اُقیش جنگلون اور پہاڑون مین رہتے ہونگے اور جیسے کہ جنگل کے رہنے والونکی مویشی غیر مانوس اور ہر چیز سے بدکنے والے ہوتے ہین بنی اُقیش کی اونٹنیان بھی ہر چیز سے بدکتی اور بھاگتی ہونگی۔ اِسلئے کسی کے کسی سے علیحدہ ہونیکے لیے جمال بنی اُقیش بطور ضرب المثل کے ہو گیا۔

صحاح جوہری اور شرح قاموس دونون مین لکھا ہے کہ اُقیش قوم من العرب

قال السہیلی فی الروض۔ آل ایش یحتمل ان تکون قبیلۃ من المؤمنین ینسبون الی ایش واحسبہ اراد بال ایش بنی اقیش وھم حلفاء الانصار من الجن۔

یعنی اُقیش عرب کی ایک قوم ہے اور آل اُیش کی نسبت لکھا ہے کہ سہیلی نے روض مین لکھا ہے کہ آل ایش غالبًا ایک قبیلہ مسلمانونکا ہے جو منسوب ہے اَیشں کی طرف اور اوسنے خیال کیا ہی آل اُیش سے بنی اُقیش کو اور وہ انصار کے حلیف تھے جن مین سے اور اُقیش ابن ذھل اونکے شاعرون مین سے تھا۔

سیرۃ ابن ہشام مین لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلعم عرب کے قبیلونکو بتون کی

(قال یعنی عبد العزی بن عبد المطلب ابولھب) یا بنی فلان ان ھذا الرجل انما یدعوکم الی ان تسلخوا اللات والعزی من اعناقکم وحلفاءکم من الجن من بنی مالک بن اقیش الی ما جاء بہ من البدعۃ والضلالۃ فلا تطیعوہ ولا تسمعوا منہ

پرستش چھوڑنے اور توحید اختیار کرنے کی نصیحت فرمارہے تھے تو عبد العزی یعنی ابولہب نے کھڑے ہوکر کہا کہ اسکی بات نہ مانو کیونکہ یہ تمکو اس طرف بلاتا ہے کہ تم اپنی گردنون مین سے لات وعُزّیٰ کونکالکر اور اپنے حلیفون کو جو جن مین سے ہین (قبیلہ بنی مالک بن اُقیش سے) چھوڑکر اوس بدعت وگمراہی کی طرف آؤ جو وہ لایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بنی مالک بن اقیش اہل مکہ کے حلیفون مین سے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ بنی جن جو قوم بنی عذرہ مین سے تھے اور جنسے نعمان لڑا

اور آل ایش یا بنی اُقیش جو انصار کے حلیف تھے اور بنی مالک بن اُقیش جو اہلِ مکّہ کے حلیف تھے یہ سب وہی جن مزعومہ و مظنونہ تھے جنکی نسبت کہا جاتا ہے۔ جسم ناری حساس متحرک بالارادہ بتشکل باشکال مختلفہ۔ حاشا وکلا۔ یہ وہی جن ہین جنکی نسبت خدا نے فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس اِلّا لیعبدون۔

اب ہم سمجھتے ہین کہ ہمنے بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت مین جن کا اطلاق وحشی و جنگلی قومون پر اور اُن قومون پر جو در اصل پہاڑی وحشی تھے مگر رفتہ رفتہ تمدّن کی ترقی ہونیسے انھون نے بھی تمدّن اختیار کیا تھا اور قدیم سویلز ویا شہری قومون سے حلیف ہو گئے تھے ہوا ہے اور وہ سب انسان تھے اور وہ وہمی اور خیالی وجود جنکی عرب پرستش کرتے تھے اور جنکو بہ سبب مخفی ہونیکے جن سے تعبیر کرتے تھے بالکل ایک علیحدہ وہم اور خیال تھا۔ اور نہ قرآن مجید سے کسی ایسی مخلوق کا وجود ثابت ہوتا ہے جیساکہ حمقاء جنون کے وجود کا خیال کرتے ہین۔

پس جبتک کہ ایسی مخلوق کا مخلوق ہونا قرآن مجید سے ثابت نہ کیا جاوے تو لفظ جن سے ایسی واقعی مخلوق مراد لینا صحیح نہین ہو سکتا۔ پس قرآن مجید مین جہان لفظ جن آیا ہے اوس سے وہی وہمی اور خیالی وجود غیر موجود سمجھنا محض غلط اور بیجا ہے اب ہم قرآن مجید کی اُن باقیماندہ آیتون کو بیان کرینگے جنمین لفظ جن کا اطلاق بمعنی وحشی اور رو بری انسانون پر آیا ہے۔ و بہ نستعین۔

پہلی آیت۔ سورۂ ذاریات مین خدا فرماتا ہے۔ ما خلقت الجنّ والانس

اِلّا لیعبدون - جسکا صاف مطلب یہ ہے کہ ہمنے تمام انسانون کو وہ شہر مین رہنے والے ہون یا جنگلون اور پہاڑون مین بسیر کرنیوالے سب کو پیدا کیا ہے کہ خدا کی عبادت کرین -

دوسری آیت - خدا تعالیٰ سورۂ فصلت اور سورۂ احقاف مین فرماتا ہے -

قد خلت من قبلہم من الجنّ والانس انّہم کانوا خسرین - سورۂ فصلت مین خدا اون لوگون کا ذکر کرتا ہے جو ایمان نہین لائے - اور سورۂ احقاف مین خدا نے ایک مثال ایسے شخص کی دی ہے جو خدا پر ایمان لایا اور باپ مان کے ساتھ جسنے اوسکو جنا اور دودھ پلایا احسان کیا اور اچھّے کام کیئے اور دوسری مثال ایسے شخص کی دی ہے جو مان باپ کے ساتھ گستاخی و بدزبانی سے پیش آیا اور ایمان نہین لایا اور فرمایا کہ یہی لوگ ہین جنپر عذاب کا سچّا وعدہ ہوا ہے اور اُن گروہون مین داخل ہین جو اونسے پہلے گذر چکے ہین جن اور انس یعنی ہر قسم کے اِنسانون سے کہ وہ نقصان پاتے تھے -

تیسری آیت - سورۂ اعراف مین خدا نے فرمایا ہے - ادخلوا فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النّار - یعنی خدا تعالیٰ نے کافرون کی زبان حال سے اوّل یہ فرمایا کہ جب خدا کے بھیجے ہوئے اونکی جان نکالنے کو آوینگے تو پوچھین گے کہ وہ کہان ہین جنکو تم پوجتے تھے تو کہین گے کہ وہ تو کھوئے گئے اور اپنے کفر پر یقین کرینگے خدا کہیگا کہ اون لوگون کے ساتھ جو تمسے پہلے گذرے ہین

جن اور انس سے یعنی ہر قسم کے انسان سے آگ مین داخل ہو۔

چوتھی آیت۔ خدا تعالیٰ سورہ انعام مین فرماتا ہے۔ یا معشر الجن والانس۔ یعنی اے شہر کے رہنے والو اور جنگل اور پہاڑ مین بسیر کرنیوالو۔ الم یاتکم رسل منکم کیا تمھارے پاس تم ہی مین سے رسول نہین آئے تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید انسانون کے لیئے نازل ہوا ہے اوسمین جسقدر انبیا اور رسل کا ذکر ہے اونھین کا ہے جو انسانون کے لیئے مبعوث ہوئے تھے۔ برخلاف ان نصوص صریحہ کے یہ کہنا کہ مخلوق موہوم اور مزعوم مین بھی اونھین مین سے اونکے رسول آئے تھے یا یہ کہنا کہ یہی انبیا اونکے لیئے بھی رسول تھے کوئی سلیم العقل تو نہین قبول کر سکتا۔

پانچوین آیت۔ خدا تعالےٰ اِسی سورہ [illegible] مین فرماتا ہے۔ لقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون۔ یعنی خدا فرماتا ہے کہ ہمنے بہتونکو جن اور انس مین سے یعنی مہذب و غیر مہذب انسانون مین سے دوزخ کے لیئے پیدا کیا ہے۔ یہ اسلیئے فرمایا کہ اس سے پہلی آیت مین فرمایا تھا وانفسھم کانوا یظلمون۔ یعنی وہ اپنے پر آپ ظلم کرتے تھے۔ اِس آیت مین اوسکی تفصیل کی ہے کہ اونکو دل دیا ہے سمجھنے کو مگر وہ اوس سے نہین سمجھتے۔

اونکو آنکھین دی ہین مگر وہ اونسے نہین دیکھتے - اونکو کان دیئے ہین مگر وہ اونسے نہین سنتے یہی لوگ ہین چوپایون کی مانند بلکہ اونسے بھی زیادہ گمراہ کیونکہ یہ سب چیزین جو چوپایون کو دی ہین وہ تو اونکو اون کامونمین لاتے ہین جنکے لیئے اونکو دی گئین ہین اور یہ لوگ اونکو کام مین بھی نہین لاتے یہی لوگ ہین غافل-

کس خوبی اور فصاحت اور دل مین اثر کرنیوالے طریقسے خداتعالی نے اس آیت مین ہر قسم کے انسانون کا مہذب ہون یا غیر مہذب - شہری ہون یا جنگلی پہاڑی- حال بیان کیا ہے- خدا سمجھے اُن لوگون سے جو ان تمام خوبیونکو غارت کرکے جن کے لفظ سے ایک وجود غیر مرئی اپنی مزعومہ ومظنونہ غیر موجود کو سمجھتے ہین والحق ان لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا لعل اللہ یھدیھم الی الحق والھدایۃ امر من لدیہ وکلّ امر یرجع الیہ -

چھٹی آیت - خداتعالی نے سورۂ اسریٰ مین فرمایا ہے - قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا - یعنی کہدے اے پیغمبر اگر جمع ہوجاوین انس یعنی شہرونکے رہنے والے اور جن یعنی بدوین جو خالص عربی زبان جاننے والے تھے اس بات پر کہ کوئی چیز اس قرآن کی مانند لاوین تو اوسکی مانند نہ لاسکینگے اگرچہ ایکدوسرے کے مددگار ہون

اسکے بعد خدا فرماتا ہے - ولقد صرفنا للنّاس فی ھذا القراٰن من کلّ مثل فابی اکثر النّاس الّا کفورا - یعنی ہمنے اس قرآن مین انسانون کے لیئے ہرطرح کی مثالین دی ہین پھر اکثر آدمیون نے ناشکری سے اونکو نہین مانا - اس آیت مین لفظ انس وجن کے بدلہ لفظ ناس فرمایا ہے جو علانیہ ثابت کرتا ہے کہ پہلی آیت مین بھی انس وجن سے ناس ہی مراد تھی نہ دیو جن موہومہ ومظنونہ کفّار -

ساتوین آیت - خدا تعالیٰ نے سورۂ انعام مین فرمایا - وکذالک جعلنا لکلّ نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الیٰ بعض زخرف القول غرورا - اس آیت مین صاف صاف خدا نے فرمایا ہے کہ مدری اور وبری شریر اور بدذات آدمی نبیون کے دشمن ہوتے ہین اور آپسمین بنا بنا کر چکنی چپڑی باتین بناتے ہین - یہان جن سے وہی جن مزعومہ اور مظنونہ کو قرار دینا اور نعوذ باللہ انبیا کے ساتھ عداوت سے اونکا وسوسہ انبیا کے دلمین ڈالنا مراد لینا کسقدر افسوس کے لایق بات ہے - مفسرین کی اس تفسیر کو کوئی شخص جو انبیا علیہم السّلام کی قدر ومنزلت جانتا ہے تسلیم نہین کر سکتا -

آٹھوین آیت - سورۂ الرّحمٰن مین خدا نے فرمایا - یا معشر الجنّ والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السّمٰوات والارض فانفذوا لا تنفذون الّا بسلطان - یہ آیت قیامت مین کافرون کے عذاب ہونے مین ہے اور یہ بتایا ہے کہ وہ کسیطرح کہین بھاگ کر عذاب سے بچ نہین سکتے -

قرآن مجید مین اُن مزعومہ اور مظنونہ جنون کی نسبت کچھ بھی احکام اوامر و مناہی
کے نہین ہین۔ انسانون کے لیئے تو قرآن مجید مین احکام بھرے پڑے ہین
اور اُن مظنون جنون کی نسبت ایک بھی نہین پھر وہ دوزخ مین کسوجہ سے
جاوینگے اور کیون عذاب پاوینگے اگر انسان اونکی پرستش کرتے ہین تو اونکا
کیا قصور ہے وہ تو کہدینگے کہ انہم لکاذبون۔ پس کوئی شخص یہ بات نہین
کہہ سکتا کہ اس آیت مین لفظ جن سے بجز جنگلی اور وحشی انسانون کے جو اسیطرح
مکلف ہین جیسے کہ شہری اور کوئی مخلوق مراد نہین ہوسکتی ہے۔

نوین آیت - اسی سورہ مین خدا نے قیامت قایم ہونے کے حال مین بیان
فرمایا ہی۔ فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان۔ اور دوسری جگہہ حوران
بہشتی کے حال مین فرمایا ہے۔ لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان۔
جان اور جن ایک لفظ ہے ان آیتون مین بوجہ حُسن کلام کے بجاے
جن کے جان بولا ہے۔ جو دلیل کہ ہم آٹھوین آیت مین بیان کرچکے ہین
اوس سے ظاہر ہے کہ ان دونون آیتون مین سے پہلی آیت مین بجز انسانون
کے کوئی اور مخلوق غیر مرئی اور غیر مکلف بالاحکام من القرآن مراد ہوہی نہین سکتی۔
اور دوسری آیت مین حوران بہشتی کی عصمت ظاہر کرنے کو تعمیم کیگئی ہے
جسکا مقصد یہ ہے کہ کسی انسان نے اونکو پہلے نہین چھوا ہے۔ وعندی ان
ھذا لیس الا التمثیل من نعیم الجنۃ التی جاء فیھا لا عین رأت ولا اذن سمعت

ولا خطر علی قلب بشر۔

دسوین آیت۔ سورۂ نمل ۲۷ مین خدا نے فرمایا ہے۔ وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر وھم یوزعون۔ یعنی جمع کیا گیا سلیمان کا لشکر جن سے اور انس سے اور طیر سے اور وہ ترتیب سے کھڑے کیئے جاتے تھے۔

اوّل تو نہایت تعجب ہے کہ مفسرین یا مترجمین قرآن نے لفظ طیر کے معنی مرغان یا پرند جانورون کے لیئے ہین۔ اونکو لشکر سے کیا تعلق ہے لشکر ایک ترتیب سے کھڑا کیا جاتا ہے مگر پرند سپاہیون کے ساتھ کس ترتیب سے کھڑے کیئے جا سکتے ہین۔

طیر کا اطلاق گھوڑون پر ہوتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلیمان کا لشکر جسمین جن و انس و گھوڑے تھے جمع کیا گیا۔ جن سے مراد اونھین جنگلی و پہاڑی انسانون سے ہے جو لشکر سلیمان مین داخل تھے نہ اُن جنون سے جنکا وجود صرف مزعومہ و مظنونۂ جاہلیت ہے نہ وجود حقیقی۔ ان صاف باتون کو نہ سمجھنے اور ایک عجیب قصہ بنا لینے کا سبب یہی ہے کہ دلون پر جن چھایا ہوا تھا اور اس طرف خیال بھی نہین جاتا تھا کہ کوئی انسان بھی ایسے ہین جنپر جن کا اطلاق ہوتا ہے۔

گیارھوین آیت۔ سورۂ انعام ۶ مین خدا نے فرمایا ہے۔ یا معشر الجن قد استکثرتم من الانس۔ مفسرین اور مترجمین نے استکثرتم کے معنی یہ لیئے ہین

کہ اے گروہ جنّون کے تمنے بہت سے انسان اپنے تابع بنا لیئے ہین۔
ہم اگرچہ استکثرتم کے معنی اصطلاح پر لینے تحقیق سے بعید سمجھتے تھے لیکن
ہمنے اپنی تفسیر مین اونھین معنون کو اختیار کرلیا کیونکہ ہمارے نزدیک
اصطلاح معنی لینے مین لفظ یا کا جو جنّون کے لیئے بطور ندا کے آیا ہے صرف
بطور خطابیات کے ہے جیسے کہ بیجان چیزون کو ندا کیجاتی ہے۔ مثلاً سورہ
ہود مین ہے۔ یا ارض ابلعی ماءك و یا سما اقلعی۔ اور سورہ انبیا مین ہے۔
یا نار کونی بردًا و سلاما علیٰ ابراھیم۔ اور سورہ سبا مین ہے یا جبال اوّبی
معہ۔ مگر ہمارے نزدیک یہان بھی جن سے وہی جنگلی و پہاڑی آدمی مراد
ہین۔ اس سے پہلی آیتون مین خدا تعالیٰ نیک و بد انسانون کا برابر ذکر
کرتا آتا ہے۔ پھر فرمایا کہ قیامت مین سب کو اکٹھا کرینگے اوسی کے ساتھ اون
لوگون کو جو پہاڑون اور جنگلون مین چھپے رہتے تھے خطاب کر کر بتلایا کہ تمنے
بہت زیادہ جمع کر لیئے گناہ بہ نسبت شہر والون کے۔ پس استکثار سے زیادتی
معاصی مین مراد ہے جیسے کہ ہمیشہ پہاڑی و جنگلی آدمی بہ نسبت شہر والون کے
زیادہ قتل و غارت اور انواع معاصی کے مرتکب ہوتے ہین۔ اسلیئے اونکو خاص
خطاب کیا اور پھر دونون کو خطاب کر کے فرمایا کہ یا معشر الجنّ والانس الم یاتکم
رسل منکم۔ کیا تمھارے پاس پیغمبر نہین آئے تھے۔ اسلیئے اس مقام پر
بھی جن سے مزعومہ و مظنونہ عرب جاہلیت مراد نہین ہے۔

بارھوین آیت - سورۂ جن کی ہے جہان خدا نے فرمایا - قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرانا عجبا یھدی الی الرشد فامنا بہ ولن نشرک بربنا احدا -

تیرھوین آیت - سورۂ احقاف کی ہے جہان خدا نے فرمایا ہے - واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومھم منذرین -

یہ دونون آیتین ایک ہی واقعے سے متعلق ہین اور جو لفظ جن کا اونمین آیا ہے وہ بالکل دوسرے معنون مین ہے یعنی اُن لوگون کی نسبت جنھون نے چھپکر اور پوشیدہ ہوکر قرآن سُنا تھا اور آنحضرت صلعم کو معلوم نہ تھا آنحضرتؐ سے پوشیدہ تھے اِسلیئے اونکی نسبت جن کا لفظ اطلاق ہوا ہے -

ترمذی مین ایک بہت لمبی حدیث ابن عباس سے منقول ہے اگرچہ وہ حدیث بلحاظ اوسکے مضمون کے جو اس حدیث مین ہے تسلیم کے قابل نہین ہے مگر خارج از مضمون راوی کی یہ راے ہے - ماقراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجن ولا رائیھم - یعنی آنحضرت صلعم نے جنون کو قرآن نہین سُنایا تھا اور نہ اُنکو دیکھا تھا اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُن لوگون نے چھپکر قرآن سُنا تھا - تمام سورۂ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جنھون نے چھپکر قرآن سُنا تھا مختلف مذاہب کے انسان تھے اور قرآن سُننے کے بعد وہ سمجھے کہ اونکے

عقیدے اور اونکے خیالات محض غلط ہین چنانچہ انھون نے اپنے عقاید اور اونکی غلطیون کو بیان کیا ہے۔ پس وہ انسان تھے نہ جن مزعومہ ومظنونہ عرب جاہلیت

چودھوین آیت ۔ سورہ ہود مین خدا نے فرمایا ہے۔ وتمت کلمۃ ربک لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین۔

پندرھوین آیت ۔ خدا تعالیٰ سورہ سجدہ مین فرماتا ہے۔ لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین۔

سولھوین آیت ۔ سورہ ناس مین خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس۔

ان تینون آیتون مین جنۃ اور ناس کا لفظ آیا ہے بجاے لفظ جن اور انس کے۔ جن اور جنۃ ایک لفظ ہے البتہ ناس مین تمام انسان شہری ہون یا پہاڑی سب شامل ہین مگر پھر جن کو علیحدہ بیان کرنیسے اور انس کو علیحدہ بیان کرنیسے زیادہ تصریح وتوثیق حکم کی مقصود ہوتی ہے جیسے کہ عام کو بیان کرنیکے بعد خاص کو پھر بیان کر دیتے ہین جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے من کان عدوا للہ وملائکتہ وجبریل ومیکال۔ حالانکہ فرشتون مین جبرئیل ومیکائیل داخل تھے مگر پھر اُن دونون کو علیحدہ بیان کرنیسے تاکید وتوثیق وتنبیہ حکم کی مقصود ہی۔ اسیطرح ان مقامون مین جنۃ کا لفظ فرما کر ناس کا لفظ فرمایا جسمین انسان جن یعنی وبری اور انسان انس یعنی مدری دونون شامل ہین اس سے مخاطب اوّل جنگلی وپہاڑی لوگ ہین جنکی نسبت فرمایا تھا

قل استكثرتم اور پھر دونونکو شامل کیا - اور اسلیئے ان دونون آیتون سے بھی
کسی ایسے مخلوق کا وجود جیساکہ مزعوم و مظنون کفّار تھا ثابت نہین ہوتا -
سترھوین آیت - سورۂ سبا مین خداتعالیٰ نے فرمایا - ومن الجنّ من یّعمل
بین یدیہ باذن ربّہ - یعنی جنون مین سے وہ تھا جو حضرت سلیمانؑ کے
سامنے اپنے رب یعنی اپنے آقا کے حکم سے کام کرتا تھا -
تاریخ اور توریت سے پایا جاتا ہے کہ بادشاہ صور نے ایک کاریگر کو جو صور کا
رہنے والا تھا حضرت سلیمان کے ہان کام کرنے کو بھیجا تھا اوسی کی نسبت خدا نے
فرمایا ہے - ومن الجنّ من یّعمل بین یدیہ باذن ربّہ - اور یہ ایک تاریخانہ ثبوت
اس بات کا ہے کہ جن کا لفظ قرآن مجید مین پہاڑی آدمیون پر اطلاق ہوا ہے -
اٹھارھوین آیت - سورۂ نمل مین سلیمان اور بلقیس کے قصّہ مین خدا نے فرمایا -
قال عفریت من الجنّ انا اٰتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک وانّی علیہ
لقوی امین - عفریت کے معنی لغت مین زبردست مضبوط کے ہین - پس جب
حضرت سلیمان نے بلقیس کے لیئے تخت منگانا چاہا ایک زبردست پہاڑی آدمی
نے کہا مین ابھی اوٹھا لاتا ہون - یہ جو مفسّرین نے قصّہ بنایا ہے کہ وہ تخت
شہر سبا یعنی ملک یمن مین تھا نہ اوسکی کچھ اصلیت ہے نہ اوسکا کچھ ثبوت ہے
سلیمان کے مکان مین وہ تخت ہوگا انھون نے اوسکو منگانا چاہا ایک شخص نے
کہا حضور مین ابھی اوٹھا لاتا ہون اسمین نہ کچھ عجیب قصّہ ہے نہ کوئی بات ہے

مگر ہان واعظین کے لیئے ممبر پر بیٹھکر عجیب وغریب دورازکار اور دور ازعقل باتین بنانے کو کافی نہین۔

اونیسوین آیت۔ خداتعالی نے سورہ سبا مین سلیمان کے قصّہ مین فرمایا۔

فلمّا خر تبینت الجنّ ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المہین۔

مصریون مین عام رواج تھا کہ مُردے کی لاش کو ممی سے محفوظ کرکے رکھ چھوڑتے تھے اورکسی سہارے سے کھڑا کردیتے تھے اگر کسی کو آنکھ سے دیکھنا ہو تو اب بھی مصر مین جاکر وہان کے میوزیم مین دیکھے دو ایک لاشین میان کی ہوئی دیوار کے سہارے کھڑی ہونگی۔

یہ طریقہ ممی کرنیکا یہودیون مین جاری ہوگیا تھا حضرت یوسف کی لاش کو ممی کرکے رکھا گیا تھا اور جب یہودی مصر سے چلے تھے تو اوسکو ساتھ لے لیا تھا اسیطرح حضرت سلیمان کے مرنے کے بعد اونکی لاش کو ممی کرکے ایک لکڑی کے سہارے کھڑا کردیا ہوگا۔ بیت المقدّس کی تعمیر مین ہزارون جنگلی و پہاڑی آدمی پکڑے آئے تھے اور بیگار مین کام کرتے تھے انھون نے اوس ممی کی ہوئی کھڑی ہوئی لاش کو جانا ہوگا کہ حضرت سلیمان زندہ ہین اور کام کیئے جاتے تھے اتفاقًا اوس لکڑی کو جسکے سہارے وہ لاش کھڑی تھی کسی کیڑے نے کھا لیا اور لاش گر پڑی۔ جب اُن پہاڑی آدمیون نے جانا کہ وہ مرچکے ہین تو کام چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے اور کہا کہ اگر ہمکو غیب کی بات معلوم ہوتی تو ہم اس

مصیبت مین نرہتے یعنی پہلے ہی سے چلے جاتے۔

ہم اپنی تفسیر مین بیان کر چکے ہین اور اب پھر بیان کرتے ہین کہ ہمارے پاس اس بات سے انکار کرنے کی کوئی دلیل نہین ہے کہ سوا ے موجودات مرئی اور محسوس کے کوئی اور ایسی مخلوق موجود نہو جو مرئی نہو مگر کلام اسمین ہے کہ جسطرح جنون کی مخلوق کو مسلمانون نے تسلیم کیا ہے ایسی مخلوق کا وجود قرآن مجید سے ثابت نہین۔

علماے اسلام جن کی تعریف مین بیان کرتے ہین کہ جسم ناری حساس متحرک بالارادہ متشکل باشکال مختلفہ۔ اسی بنا پر عام مسلمان خیال کرتے ہین کہ وہ ایک ہوائی آگ کے شعلہ سے پیدا ہوئے ہین اونمین مرد اور عورت دونون ہین۔ لڑکے اور لڑکیان جنتے جناتے ہین طرح طرح کی شکلون مین بنجاتے ہین انسانون کے سرون پر آتے ہین اونکو تکلیف پہونچاتے ہین اونکو اوٹھا لیجاتے ہین اونکو مار ڈالتے ہین انسانون پر عاشق ہو جاتے ہین اونکو تازہ بتازہ میوے لاکر دیتے ہین اور دکھائی نہین دیتے مگر جب چاہین اور جیسی شکل مین چاہین اپنے تئین دکھلا دیتے ہین یعنی اپنے جسم مین دفعتًا ایسا مادّہ پیدا کر لیتے ہین کہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ آدمی کی صورت بنکر بزرگون کی خدمت مین حاضر ہوتے ہین عامل اونکو آدمی بنا کر اپنے گھوڑے کا سائیس کر لیتے ہین۔ مگر اسمین سے ایک بات بھی قرآن مجید سے ثابت نہین۔

کتب احادیث و سیر مین جو قصّے جنّون کے لکھے ہین وہ تو ایسے ہین جیسے کہ اس زمانہ مین مشہور ہوتے ہین اور جنکی کچھ اصلیت نہین ہوتی کوئی ایسی معتبر حدیث موجود نہین ہے جس سے واقعی حالات ایسی مخلوق کے اور اونکے ایسے افعال کے جیسا کہ عرب جاہلیت کو خیال تھا ثابت ہوتے ہون۔

تمام علماے علم حدیث اس بات پر متفق ہین کہ کُل حدیثین بالمعنی روایت کیگئی ہین نہ باللفظ اسلئے الفاظ حدیث اوس اخیر راوی کے متصوّر ہوتے ہین جسنے اوسنے روایت کی جنھون نے اوسکو حدیث کی کتابون مین قلمبند کیا اور اس سبب سے حدیثین کلام مولّدین قرار پائی ہین جنسے بلحاظ علم ادب استناد نہین ہوسکتا۔ اور یہی سبب ہے کہ علماے علم ادب مثل سیبویہ و اخفش وغیرہ نے علم ادب مین کسی حدیث سے استدلال نہین کیا بلکہ اشعار جاہلیت اور کلام بدوئین سے جو محض جاہل تھے استدلال کیا ہے۔ اسپر مصنف خزانۃ الادب نے بہت بڑی بحث کی ہے اور بہت سے وجوہ بیان کیے ہین جنکے سبب علماے علم ادب نے بلحاظ علم ادب کے حدیث پر استدلال کرنا متروک رکھا ہے۔

علاوہ اسکے حدیث کی صحت اور مستند ہونے پر بجز ان افعال صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کے جو ابتک متواتر اور نسلاً بعد نسل عمل مین آتے رہے ہین اسقدر لمبی بحثین ہین کہ اونسے کوئی ایسی بات جسکا ثبوت قرآن مجید سے علانیہ نہوتا ہو ایسے طور پر ثابت ہوسکے جو بنیاد ایسے عقیدے کی ہو جسکا ثبوت نہ عقلاً ہوا اور نہ اوسکا وجود ظاہر ہوتا ہو۔

اِسلئے اِس باب مین حدیثون اور سیر کی روایتون سے بحث کرنا ہمارے نزدیک محض فضول اور بیفائدہ ہے۔ حسبنا کتاب اللہ ۔ مگر ہم ایک حدیث بخاری کی جو اصح الکتب حدیث ہے اور ترمذی کی جو بخاری کی ادنی حدیث سے متعلق ہے اور ایک آدھ روایت کتبِ سیر سے اس مقام پر تمثیلاً نقل کرتے ہین۔

بخاری نے کتاب التفسیر مین سورۂ جن کی تفسیر مین ابن عباس سے یہ حدیث

حدثنا موسی بن اسمعیل قال حدثنا ابو عوانة عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عبّاس قال انطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فی طائفۃ من اصحابہ عامدین الی سوقِ عکاظ وقد حیل بین الشیاطین وبین خبر السّماء وارسلت علیھم الشّھب فرجعت الشّیاطین فقالوا مالکم قالوا حیل بیننا وبین خبر السّماء وارسلت علینا الشّھب قال ماحال بینکم وبین خبر السّماء الّا ما حدث فاضربوا مشارقَ الارض و مغاربھا فانظروا ماھذا الامر الذی

لکھی ہے کہ ابن عبّاس نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابیون کے ساتھ سوق عکاظ کی طرف تشریف لیئے جاتے تھے اور شیاطین مین اور شیاطین کے آسمان کی خبر ملنے مین روک ہوگئی تھی اور اوپر شہابِ ثاقب پھینکے جاتے تھے۔ پھر شیاطین وہانسے پھرے۔ اونکے بھائی بندون یا دوستون نے یا اونکی قوم نے کہا کہ تمھارا کیا حال ہے۔ انھون نے کہا کہ ہم مین اور آسمان کی خبر مین روک ہوگئی ہے اور ہمپر شہاب ثاقب پھینکے جاتے ہین (قال) کیا چیز ہم مین اور آسمان کی خبر مین روک

حدث فانطلقوا فضربوا مشارق
الارض ومغاربها ینظرون ما هذا الامر
الذی حال بینهم وبین خبر السماء قال
فانطلق الذین توجهوا نحو تهامة الی
رسول الله صلی الله علیه وسلم بنخلة
وهو عامد الی سوق عكاظ وهو یصلی
باصحابه صلوة الفجر فلما سمعوا القرآن
تسمعوا له فقالوا هذا الذی حال بینكم
وبین خبر السماء فهنالك رجعوا الی قومهم
فقالوا یا قومنا انا سمعنا قرآنا عجبا یهدی
الی الرشد فآمنا به ولن نشرك بربنا احدا
وانزل الله تعالی علی نبیه صلی الله
علیه وسلم قل اوحی الی انه استمع
نفر من الجن وانما اوحی الیه قول الجن۔

ہو گئی ہے۔ مگر کوئی نئی بات ہوئی ہے۔
پھر جاؤ دنیا مین اوسکے مشرق سے اوسکے
مغرب تک اور دیکھو کہ کیا یہ بات ہے جو نئی
پیدا ہوئی ہے پھر وہ چلے اور دنیا مین اوسکے
مشرق اور اوسکے مغرب مین دیکھتے ہوے
پھرے کہ کیا یہ بات ہے جو روک ہو گئی ہے
ہم مین اور آسمان کی خبر مین کہا کہ جو شیاطین
چلے وہ آئے تہامہ کی طرف رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم پاس نخلہ مین اور آنحضرت سوق
عکاظ کو جاتے تھے اور اپنے اصحاب کے
ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر جب
اون شیاطین نے قرآن سنا تو خوب غور
سے سنا پھر بولے یہی وہ چیز ہے جو
ہم مین اور آسمان کی خبر مین روک ہے۔

پھر وہین سے اپنی قوم کے پاس لوٹے اور کہا اے ہماری قوم ہمنے سنا ایک عجیب
قرآن جو اچھی راہ پر ہدایت کرتا ہے پھر ہم تو اوسپر ایمان لے آئے اور ہم اپنے پروردگار
کے ساتھ کسی کو شریک نہین کرینگے۔ اوسوقت اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پر یہ آیت نازل کی۔ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن۔ اور وحی جو نازل ہوئی تھی وہ جنون کی بات کرنا تھی۔

اب غور کرنا چاہیئے کہ یہ بخاری کی حدیث ہے محمد اسمٰعیل بخاری کے نزدیک اوسکے راوی معتبر ہونگے مگر عام طور پر حدیث سے نہین معلوم ہوتا کہ حضرت ابن عبّاس بھی آنحضرتؐ کے ساتھ اوس مقام پر موجود تھے۔ اور اگر نہین تو انھون نے کیونکر جانا کہ شیاطین مین یہ سب باتین ہوئی تھین کیونکہ ایک اشارہ بھی اس حدیث مین اسپر نہین ہے کہ آنحضرتؐ نے ابن عبّاس سے وہ باتین جو جنّون مین باہم ہوئی تھین فرمائی ہون۔ اسکے بعد یہ الفاظ ہین۔ قال فانطلق الذین توجّھوا نحو تھامۃ۔ قال کی ضمیر حضرت ابن عبّاس راوی کیطرف راجع ہے پھر انھون نے کسطرح جانا کہ جنّون نے قرآن سُنا اور ایمان لے آئے اور اپنی قوم سے جاکر کہا کہ ہماری اور آسمان کی خبرین بھی روک ہوگئی ہے۔

علاوہ اسکے شہاب ثاقب کا شیاطین پر پھینکے جانیکا ذکر ہے وہ کوئی نئی بات نہین ہے۔ دنیا جب سے پیدا ہوئی ہے ہمیشہ شہاب ثاقب بھی چلتے رہے ہین۔ کسقدر تعجب ہے کہ ترمذی کی حدیث مین ہے ولم تکن النجوم یرمی بھا قبل ذلک یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ستارے یعنی شہاب ثاقب نہین مارے جاتے تھے۔ اوسکے اوپر یہ بات کہنی کہ پہلے تھوڑے ستارے مارے جاتے تھے اور آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کے بعد کثرت سے مارے جاتے تھے۔ ایک

ایسی بات ہے کہ کوئی شخص جو شہاب ثاقب کے اسباب سے واقف ہے قبول نہین کر سکتا زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ روک تو ہوئی تھی آسمان پر اور وہ اوس روک کے تلاش کرنے کو زمین مین مشرق سے مغرب تک دوڑتے پھرے۔ وانا اقسم باللہ الذی نفسی بیدہ لیس ھذا قول رسول اللہ صلعم۔ معلوم نہین کہ درحقیقت کیا بات تھی اور حضرت عباس نے کیا فرمایا تھا اور راوی کیا سمجھے۔ پہلے راوی نے دوسرے راوی سے کیا کہا اور دوسرے نے تیسرے سے اور تیسرے نے چوتھے سے اور چوتھے نے پانچوین سے اور جو کچھ بخاری نے اپنی کتاب مین لکھا پانچ چھہ آدمیون مین ہوکر آیا اور معلوم نہین کیا کیا تغیر و تبدل مضمون مین اور الفاظ مین ہو گیا۔

ترمذی مین یہی حدیث ہے اور حضرت ابن عباس ہی کی روایت سے جسمین اونکے سوا

حدثنا عبد بن حمید ثنی ابو الولید ثنا ابو عوانہ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال ما قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجن ولا راٰھم انطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفۃ من اصحابہ عامدین الی سوق عکاظ وقد حیل بین الشیاطین وبین خبر السماء وارسلت علیھم الشھب فرجعت الشیاطین الی قومھم فقالوا مالکم قالوا قد حیل بیننا و بین

تین اور راوی بھی وہی ہین جو بخاری کے راوی ہین۔ اور وہ حدیث اسطرح پر آئی ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ نہین پڑہا یعنی قرآن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنون پر اور نہ اونکو دیکھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند اپنے اصحابون کے ساتھ سوق عکاظ جانے کے قصد سے روانہ ہوئے۔ اور شیاطین مین اور آسمان کی خبرین روک ہو گئی تھی اور تیر پھینکے جاتے تھے

خبر السماء وأرسلت علينا الشهب فقالوا
ماحال بيننا وبين خبر السماء الا من
حدث فاضربوا مشارق الارض و
مغاربها فانظروا ماهذا الذي حال بينكم
وبين خبر السماء قال فانطلقوا يضربون
مشارق الارض ومغاربها يبتغون ماهذا
الذي حال بينهم وبين خبر السماء فانصرف
اولئك النفر الذين توجهوا نحو تهامة
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
وهو بنخلة عامدا الى سوق عكاظ وهو
يصلي باصحابه صلوة الفجر فلما سمعوا
القران استمعوا له فقالوا هذا والله
الذي حال بينكم وبين خبر السماء قال
فهنالك رجعوا الى قومهم فقالوا
يا قومنا انا سمعنا قرانا عجبا يهدي الى
الرشد فامنا به ولن نشرك بربنا
احدا فانزل الله تبارك وتعالى

اونپر شہاب ثاقب پھر لوٹے شیاطین اپنی قوم
کے پاس اونھون نے کہا کہ کیا تمھارا حال
ہے اونھون نے کہا کہ روک ہوگئی ہے ہم مین
اور آسمان کی خبرین اور پھینکے جاتے ہین
ہمپر شہاب ثاقب پھر انھون نے کہا کہ کیا چیز
روک ہوگئی ہے تم مین اور آسمان کی خبر مین
الا کسی نئی چیز سے۔ پھر جاؤ دنیا کے مشرقون
اور اوسکے مغربون مین پھر دیکھو کیا یہ چیز ہے
جو روک ہوئی ہے تم مین اور آسمان کی خبر مین۔
کہا۔ پھر وہ گئے دنیا کے مشرقون اور اوسکے
مغربون کو ڈھونڈھتے ہوئے کہ کیا یہ سبب ہے
جو روک ہوگئی ہے اونمین اور آسمان کی خبرین
پھر پھرے یہ لوگ جو متوجہ ہوئے تھے
تہامہ کو طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور وہ نخلہ مین تھے ارادہ کرتے ہوئے جانیکا
سوق عکاظ کی طرف اور وہ نماز پڑھ رہے تھے
اپنے اصحابون کے ساتھ فجر کی۔ پھر جب

عَلٰی نبیہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قل اُوحی
اِلیّ انّہ استمع نفرٌ من الجنّ وانّما اوحی
اِلیہ قولُ الجنّ وبھذا الاسناد عن ابن
عبّاس قال قولُ الجنّ لقومہم لما قام
عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ
لبدًا قال لما راٰوہ یصلّی واصحابہ یصلون
بصلاتہ ویسجدون بسجودہ قال تعجبوا
من طواعیۃ اصحابہ لہ قالوا لقومہم
لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون
علیہ لبدًا ھذا حدیث حسن صحیح۔

انھون نے قرآن سُنا اور اوسکو خوب سُنا
تو انھون نے کہا یہ قسم اللہ کی روک ہوا ہے
تم مین اور آسمان کی خبر مین۔ کہا پھر اوسی
جگہہ سے وہ لوٹے اپنی قوم کیطرف پھر انھون
نے کہا اے ہماری قوم بیشک ہمنے سُنا قرآن
عجیب ہدایت کرتا ہے اچھی طرف پھر ہم ایمان
لے آئے اوسپر اور ہم نہ شریک کرینگے اپنے
پروردگار کے ساتھ کسی کو پھر اوتاری اللہ برکت والے
نے اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم پر
قُل اُوحی اِلیّ انّہ استمع نفرٌ من الجنّ اور صرف

جو وحی بھیجی گئی تھی وہ جنّون کی بات تھی۔ اور انھین راویون نے ابن عبّاس سے
روایت کی ہے کہ انھون نے کہا کہ بات جنّون کی اونکی قوم کے لیئے یہ تھی لما قام
عبد اللہ یدعوہ کادو یکونون علیہ لبدًا۔ ابن عبّاس نے کہا کہ اونکا یہ کہنا
اِسلئے تھا کہ انھون نے دیکھا آنحضرتؐ کو اور اونکے اصحاب کو نماز پڑھتے ہین
آنحضرتؐ کی نماز کے ساتھ اور سجدہ کرتے ہین آنحضرتؐ کے سجدہ کے ساتھ تو انھون نے
تعجب کیا آنحضرتؐ کے لیئے اونکے اصحاب کی اطاعت سے تو انھون نے اپنی قوم
سے کہا لما قام عبد اللہ یدعوہ کادو یکونون علیہ لبدًا۔ یعنی جب کھڑا ہوا بندہ

اللہ کا کہ عبادت کرنے اوسکی قریب تھا کہ ہو وین اوسپر جمگھٹ۔
باوجودیکہ یہ ایک حدیث ہی اور وہی اوسکے راوی ہین جو بخاری کی حدیث کے راوی ہین اور ان دونون
حدیثون مین چودہ ۱۴ جگہہ اختلاف ہی جسکو ہم بیان کرینگے اور وہ اختلاف صرف لفظی ہی نہین ہے
بلکہ ایسا اختلاف ہے جس سے بہت کچھ مطلب بدل جاتا ہے اور وہ اختلاف یہ ہین۔

بخاری		ترمذی	
۱	+ + + + + + + + +	۱	قال ماقرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجن وکا راٰہم
۲	فرجعت الشیطن	۲	فرجعت الشیطن الی قومہم
۳	قال ماحال بینکم وبین خبر السماء	۳	فقالوا ما حال بیننا وبین خبر السماء
۴	الا ما حدث	۴	الا من حادث
۵	فانظروا ما ھذا الامر الذی حدث	۵	فانظروا ما ھذا الذی حال بینکم وبین خبر السماء
۶	فانطلقوا فضربوا مشارق الارض ومغاربھا	۶	فانطلقوا یضربون مشارق الارض ومغاربھا
۷	ینظرون ما ھذا الامر الذی	۷	یبتغون ما ھذا الذی
۸	قال فانطلق الذین توجھوا نحو تھامہ	۸	فانصرف اولئک النفر الذین توجھوا نحو تھامہ
۹	بنخلہ وھو عامدا الی سوق عکاظ	۹	وھو بنخلۃ عامدا الی سوق عکاظ
۱۰	تسمعوا لہ	۱۰	استمعوا لہ
۱۱	فقالوا ھذا الذی حال بینکم وبین خبر السماء	۱۱	فقالوا ھذا واللہ الذی حال بینکم وبین خبر السماء
۱۲	فھنالک رجعوا الی قومہم	۱۲	قال فھنالک رجعوا الی قومہم
۱۳	وانزل اللہ تعالی	۱۳	فانزل اللہ تبارک وتعالی
۱۴	+ + + + + + + +	۱۴	وبھذا الاسناد عن ابن عباس قال قول الجن لقومہم لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا قال لما راوہ یصلی واصحابہ یصلون بصلاتہ ویسجدون بسجودہ قال تعجبوا من طواعیۃ اصحابہ لہ قالوا لقومہم لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا

۱- یعنی ترمذی مین ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنون پر قرآن نہین پڑہا اور نہ اونکو دیکھا - مگر بخاری مین یہ جملہ نہین ہے -

۲- ترمذی مین ہے کہ پھر شیاطین پھرے اپنی قوم کے پاس مگر بخاری مین اپنی قوم کے پاس نہین ہے -

۳- بخاری مین لفظ قال ہے جسکی ضمیر بظاہر راوی کیطرف پھرتی ہے اور اگر کوئی لفظ مقدر مانو تو شیطان کیطرف پھیرو - مگر ترمذی مین لفظ قالوا ہے یعنی شیاطین کی قوم نے کہا کہ کیا چیز روک ہے تم مین اور آسمان کی خبر مین -

۴- بخاری مین ہے کہ کوئی چیز نئی پیدا ہوئی ہے اور ترمذی مین ہے کہ نئی چیز پیدا ہونے سے ہے -

۵- بخاری مین ہے پھر دیکھو کہ کیا یہ بات ہے جو پیدا ہوئی ہے اور ترمذی مین ہے پھر دیکھو کہ کیا ہے یہ جو روک ہے تم مین اور آسمان کی خبر مین -

۶- بخاری مین ہے پھر وہ گئے اور چلے زمین یعنی دنیا کے مشرقون اور اوسکے مغربون مین - ترمذی مین ہے پھر وہ گئے چلتے زمین یعنی دنیا کے مشرقون اور اوسکے مغربون مین -

۷- بخاری مین ہے دیکھو کہ یہ کیا بات ہے - ترمذی مین ہے کہ ڈھونڈھو یہ کیا ہے -

۸- بخاری مین ہے قال پھر اسکی ضمیر مین مشکل پڑی ظاہر مین یہ ہے کہ راوی نے کہا - ترمذی مین لفظ قال نہین ہے بلکہ یون ہے کہ پھر پھرے وہ گروہ جو متوجہ ہوئے تھے تہامہ کیطرف -

۹- بخاری مین ہو کا لفظ موخر ہے اور ترمذی مین مقدم-

۱۰- بخاری مین تسمّعوا کا لفظ ہے اور ترمذی مین استمعوا لہ-

۱۱- ترمذی مین واللہ کا لفظ قسم ہے اور بخاری مین واللہ کا لفظ نہین ہے -

۱۲- پھر وہ وہان سے پھرے مگر ترمذی مین لفظ قال ہے جسکی ضمیر بظاہر راوی کی طرف پھرتی ہے یعنی راوی نے کہا کہ پھر وہان سے پھرے -

۱۳- بخاری مین وانزل اللہ تعالیٰ ہے اور ترمذی مین ہے فانزل اللہ تبارک وتعالیٰ-

۱۴- اخیر طولانی عبارت ترمذی مین ہے اور بخاری مین نہین ہے -

یہ سب باتین اِسپر دلالت کرتی ہین کہ احادیث بالمعنی بیان ہوئی ہین نہ باللفظ اور اسلیئے نہایت شبہہ رہتا ہے کہ راوی اوّل نے کیا بیان کیا تھا اور رفتہ رفتہ اوسمین کیا تغیر وتبدل ہوگیا- اِسلیئے جہانتک ممکن ہو اِس قسم کے حالات مین جو قصص سے متعلق ہین صرف قرآن مجید کے الفاظ پر منحصر رہنا چاہیئے اور اُن قصّون کی پیروی کرنے سے بچنا چاہیئے جو کتبِ احادیث وتفاسیر وسیر مین مندرج ہین-

جنّون ہی کے متعلّق ایک اور حدیث ترمذی مین آئی ہے- پہلے راوی ابن مسعود ہین اونکے بعد علقمہ ہین اور علقمہ سے شعبی نے روایت کی ہے اور اوسنے اور ون نے علقمہ نے کہا کہ مینے ابن مسعود سے پوچھا کہ لیلۃ الجن مین تم مین سے کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

حدثنا علی بن حجرنا اسمعیل بن ابراھیم عن داؤد عن الشّعبی عن علقمۃ قال قلت لابن مَسعود ھل صحب النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیلۃ الجنّ منکم احدًا قال ماصحبہ منا احد

ولکن افتقدناہ ذات لیلۃ وھو بمکۃ فقلنا اغتیل استطیر ما فعل فبتنا بشر لیلۃ بات بھا قوم حتی اذا اصبحنا او کان فی وجہ الصبح اذا نحن بہ یجی من قبل حرا قال فذکروا لہ الذی کانوا فیہ قال فقال اتانی داعی الجن فاتیتہم فقرات علیہم قال فانطلق فارانا اثارھم واثار نیرانہم قال الشعبی وسالوہ الزاد وکانوا من جن الجزیرۃ فقال کل عظم لم یذکر اسم اللہ علیہ یقع فی ایدیکم اوفر ما کان لحما وکل بعرۃ او روثۃ علف لدوابکم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تستنجوا بھما فانھما زاد اخوانکم من الجن ھذا حدیث حسن صحیح

تھا انھون نے کہا کہ نہین ہم مین سے کوئی نہ تھا لیکن ہمنے ایک رات آنحضرتؐ کو جبکہ وہ مکہ مین تھے کھودیا تھا۔ پھر ہمنے کہا کہ کوئی دھوکا دیکر اونکو پکڑ لے گیا۔ پھر ہمنے نہایت مصیبت کی رات جو کسی قوم پر گذری ہو بسر کی یہانتک کہ جب ہمنے صبح کی یا صبح ہونے لگی کہ ہم اُنکے پاس تھے وہ آتے تھے حرا کیطرف سے پھر ہمنے اُنسے کہا جو ہمپر ہوا تھا۔ راوی نے کہا پھر فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جنون کا ایلچی میرے پاس آیا پھر مین اونکے پاس گیا پھر اونکے سامنے قرآن پڑہا راوی نے کہا پھر وہ گئے اور ہمکو اونکے یعنی جنون کے نشان اور اونکے الاؤ دکھائے (اسکے آگے اس حدیث مین ابن مسعود کا بھی نام چھوڑ دیا ہے اور علقمہ کا بھی نام چھوڑ دیا ہے اور یون لکھا ہے کہ شعبی نے کہا کہ انھون نے اونسے خوراک کا سوال کیا اور وہ تھے جزیرہ کے جن پھر کہا (غالباً قال کی ضمیر اوسی طرف پھرتی ہے جسطرف سالوا ہ کی ضمیر راجع ہے یعنی آنحضرتؐ کیطرف) تمام ہڈیان جنپر نام خدا کا نہین لیا گیا تمہارے ہاتھ لگین گی بہت زیادہ ہونگی گوشت

سے اور اونٹنیون کی تمام مینگنیان اور گوبر تمھارے چارپایون کا چارہ ہے پھر فرمایا
رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے نہ مت استنجا کرو اُن دونون سے کہ وہ دونون خوراک
ہین تمھارے بھائیون کی جو جنّون مین سے ہین۔

ممکن ہے کہ کسی جزیرے کے لوگ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہون
اور آپ اُنکے پاس تشریف لیگئے ہون اور آنحضرت صلعم نے نشان کسی قافلہ کے ٹھہرنے
کے جو مثل الاؤ لگانے کے ہوتے ہین دکھائے ہون۔ اور رفتہ رفتہ راویون کے
خیال مین جو جن چھا گیا تھا اوس سے انھون نے اُن لوگون کو جن مزعومہ ومظنونہ
سمجھا ہو۔ گو کہ قافلہ کے نشان صریح انسانون کے قافلہ پر دلالت کرتے ہین لیکن
آدھی حدیث مین جو دو اصلی راویون کو چھوڑ کر شعبی سے روایت لکھی ہے اوسپر کیونکر
اعتقاد ہوسکتا ہے اور جو کچھ شعبی نے بیان کیا ہے وہ ایک عام مشہور بات تھی جسکو
اوسنے حدیث سے ملا دیا قدیم سے لوگ خیال کرتے ہین کہ جن ہڈیان اور گوبر کھاتے ہین
تعجّب یہ ہے کہ اونکے اجسام کو نہایت لطیف ہوائے ناری مانتے ہین اور اونکی
خوراک یہ کچھ پس ایسے قصص وحکایات ہرگز اس قابل نہین ہین کہ قرآن مجید کی تفسیرون
مین شامل کیئے جاوین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہون واقسم
باللہ ان ذاتہ الشریف بری عن مثل ذلک الھفوات۔

حدیث کی کتابین نہایت قابل ادب ہین اونکے جامعین نے ایک طرح سے نہایت
احسان کیا ہے کہ احادیث کے جمع کرنے مین اسقدر محنت کی ہے مگر اونکا ایسا کرنا

قرنِ اوّل کے صحابۂ کرام کے برخلاف ہوا بہرحال انھون نے جو کچھ کیا نہایت نیک نیتی اور محبّتِ اسلام سے کیا وہ خود بھی نہایت بزرگ اور قابلِ ادب تھے مگر یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اونکی حدیثین مثل قرآن مجید کے بری عن السّہو والخطا ہین۔ معہذا اون بزرگون نے حتّی المقدور راویون کے ثقہ اور معتبر ہونے پر حدیث کی صحت کا مدار رکھا ہے مگر اوسکی صحت کی پرتال مین درایت سے کام نہین لیا اور یہ باریک بات یا تو مخالفین مذہبِ اسلام کی نظر سے چوک گئی ہے یا قصداً انھون نے اوسکو ترک کردیا ہے۔ اور احادیث و روایات کے استدلال سے مذہبِ اسلام پر اعتراض کیئے ہین اسمین کسیقدر خطا مسلمانونکی ہے کیونکہ اصولِ حدیث مین حدیث کی صحت تسلیم کرنے کو درایت کو قایم کیا ہے مگر افسوس کہ اوسپر عمل بہت ہی کم کیا ہے پس حدیثون پر استدلال کرنے مین لازم ہے کہ علاوہ دیگر اصول تصحیح حدیث درایتًا بھی اوسپر نظر ڈالی جاوے کہ ازروے درایت کے بھی صحیح ہے یا نہین۔ اور اس اصول سے کوئی حدیث ہو صحیحین کی یا اور کوئی کتب حدیث کی بری نہین ہوسکتی۔

سیرت ابن ہشام مین اس سے بھی زیادہ غیر مفہوم باتین لکھی ہین۔ اسماءؓ بنت ابی بکر کا قول لکھا ہے کہ جب آنحضرتؐ مکّہ سے تشریف فرما ہوئے تو تین رات تک ہمنے انتظار کیا اور ہمنے نہ جانا کہ آنحضرتؐ کسطرف تشریف لیگئے

قالت (اسماء بنت ابی بکر) قالت ثم انصرفوا فملثنا ثلاث لیال ما ندری این وجه رسول الله صلعم حتّی اقبل رجل من الجنّ من اسفل مکہ تیغنی بابیات من

شعر غناء العرب وان الناس ليتبعونه يسمعون
صوته وما يرونه حتى خرج من اعلاء مكة وهو
يقول

جزى الله رب الناس خير جزاءه
رفيقين حلا خيمتي ام معبد
هما نزلا بالبر ثم تروحا
فافلح من امسى رفيق محمد
ليهن بني كعب مكان فتاتهم
ومقعدها للمؤمنين بمرصد

قال ابن اسحق قالت اسما بنت ابي بكر فلما سمعنا
قوله علمنا حيث وجه رسول الله صلعم
وان وجهه الى المدينة وكانوا اربعة
رسول الله صلعم وابوبكر وعامر بن فهيرة
مولى ابي بكر وعبد الله بن ارقط دليلهما -

یہانتک کہ ایک شخص جنون مین سے
اسفل مکہ سے چند عربی شعر عرب کے
راگ کے گاتا ہوا آیا لوگ اوسکے پیچھے
ہوئے اوسکی آواز سنتے تھے اور
اوسکو ندیکھتے تھے یہانتک کہ وہ
اعلی مکہ سے ہوکر چلا گیا اُن شعرون کا
ترجمہ یہ ہے - بدلا دے - اللہ پروردگار
لوگون کا اچھا بدلہ اپنا - دو رفیقون کو
جو ٹھہرے خیمون ام معبد مین -
وہ دونون اُترے ساتھ نیکی کے -
پھر دونون چلے گئے - پھر فلاح پائی
اوس شخص نے جو ہوا رفیق محمد صلعم کا
تا کہ مبارک ہو بنی کعب کو جگہہ اونکی
لڑکی کی (یعنی ام معبد کی جو بیٹی
تھی کعب کی اور ایک عورت تھی بنی کعب کی جو ایک شاخ ہے خزاعہ کی)
دران حالیکہ اوسکے رہنے کی جگہہ مسلمانون کے لیئے جگہہ تھی ٹھہرنے کے لیئے -
ابن اسحق نے کہا کہ اسماء بنت ابی بکر نے کہا کہ جب ہمنے اوسکا یعنی جن کا یہ گانا سُنا تو

ہمنے جان لیا جسطرف رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم گئے ہین اور اونکا جانا مدینہ کی طرف تھا اور وہ چار شخص تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور ابوبکر۔ اور عامر بن فہیرہ۔ مولی ابی بکر۔ اور عبداللہ بن ارقط۔ اونکا اگوا یعنی راہنما۔

اس قسم کی تمام روایتین محض نامعتمد ہین افواہی بے اصل باتین جیسے کہ اس زمانہ مین بھی مشہور ہوتی ہین اسیطرح اوس زمانہ مین بھی بہت سی بے اصل باتین مشہور ہوتی تھین جنکو اہل سیر نے بطور روایت اپنی کتابون مین لکھدیا ہے۔

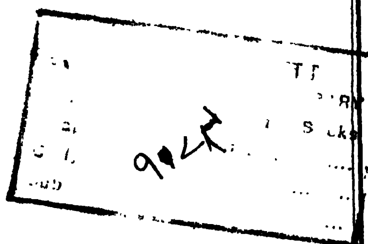
سیرت ابن اسحٰق ان تمام قصّون کی جڑ ہے اور اوسمین بھی بہت سے اشعار مختلف قصّون پر لکھے ہین وہ سب مصنوعی اور بنائے ہوئے ہین۔ میزان الاعتدال ذہبی
مین لکھا ہے کہ ابوبکر شیبانی نے
اپنے باپ سے سُنا کہ وہ کہتے تھے
کہ مینے محمد بن اسحٰق کو دیکھا کہ وہ
شاعرونکو حدیثین دیتا تھا اور
وہ اوسپر شعر کہدیتے تھے۔ اور ابوبکر
خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ روایت
کیگئی ہے کہ ابن اسحٰق شعراے وقت
کے پاس مغازی کے اخبار بھیجتا تھا
اور اوس سے چاہتا تھا کہ اوسکے لیئے

ابو بکر بن ابی داؤد حدثنی ابی ثنا
ابن ابی عمر الشیبانی سمعت ابی یقول
رایت محمد بن اسحٰق یعطی الشعراء
الاحادیث یقولون علیہا الشعر
وقال ابو بکر الخطیب روی ان
ابن اسحٰق کان یدفع الی شعراء
وقتہ اخبار المغازی ویسئلہم
ان یقولوا فیہا الاشعار لیلحقہا بہا۔

(میزان الاعتدال ذہبی)

شعر کہدین - پس تمام قصّون مین جو اشعار مندرج ہین وہ ہرگز اوس زمانہ کے جسکے وہ قصّے ہین اور اون لوگون کے جنکے وہ قصّے ہین نہین ہین بلکہ مصنوعی ہین جو اونکے نام سے اُن قصّون مین لگا دیئے ہین -

تمّت بالخیر





812